جمعۃ المبارک کی برکات اور جمعۃ الوداع کے متعلق وضاحت

کسوف وخسوف کے نشان پر سو سال پورے ہونے پر مبارکباد

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ مارچ 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ
قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳﴾
وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۵﴾
(الجمعہ: 1 تا 5)

پھر فرمایا:۔

رمضان مبارک میں ایک لمبے انتظار کے بعد بالآخر وہ جمعہ جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے آ ہی جاتا ہے۔ لمبا انتظار اس لحاظ سے کہ وہ لوگ جنہیں نمازوں کی عادت نہ ہو، جنہیں جمعہ پہ جانے

کی عادت نہ ہو، جنہیں روزے رکھنے کی عادت نہ ہو، ان کے لئے تو سال بھر میں یہ ایک ہی جمعہ ہے جو ان کے لئے سب قسم کی خوشیوں اور برکتوں کا پیغام لے کر آتا ہے۔ پس سارا سال اس جمعہ کا انتظار کرتے ہیں اور پھر رمضان مبارک میں اس جمعہ کا انتظار کرتے ہیں اور اس کا نام جمعۃ الوداع رکھا ہوا ہے۔ یعنی رخصت ہونے والا جمعہ یا رخصت کرنے والا جمعہ۔ اسی طرح بالآخر وہ جمعہ آیا کہ رمضان رخصت ہوا اور رمضان کے نتیجہ میں جو پابندیاں عائد ہوئی ہیں ان پابندیوں سے گویا چھٹکارا نصیب ہوا۔ ایک یہ وہ تصور ہے جو عامی تصور ہے اور ایک وہ تصور ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ہمارے سامنے پیش فرمایا کہ رمضان مبارک میں ہتھکڑیاں تو لگتی ہیں مگر شیطان کو، پابندیاں تو عائد ہوتی ہیں مگر شیطان پر اور مومن کے لئے تو یہ جنتوں کی خوشخبریاں لے کر آتا ہے۔ یہ دو متقابل، متصادم تصورات ہیں جب سے اسلام آیا ہے اسی طرح اگر آغاز سے نہیں تو کچھ عرصے کے بعد سے مسلسل رائج چلے آرہے ہیں۔

جمعۃ الوداع کے متعلق جو یہ تقدس کا تصور ہے یہ میں نہیں جانتا کب سے شروع ہوا لیکن جمعۃ الوداع کے تقدس کا جو تصور ہندوستان اور پاکستان اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اس کی تاریخ بہت گہری دکھائی دیتی ہے۔ ایک لمبے عرصے سے روایتاً اس تقدس کے قصے چل رہے ہیں۔ اس خیال سے میں نے سوچا کہ اس دفعہ جب رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع پر آپ سے بات کروں تو احادیث میں سے اس جمعہ کی برکتوں کا ذکر نکال کر بطور خاص تحفۃً آپ کے سامنے پیش کروں۔ لیکن بہت علماء بٹھائے، بہت کتابیں حدیثوں کی دیکھیں اشارۃً بھی کہیں جمعۃ الوداع کا ذکر نہیں ملتا۔ جمعہ کی برکتوں سے متعلق مضامین احادیث میں بکثرت ملتے ہیں لیکن ہر جمعہ کی برکت سے متعلق وہ مضامین ملتے ہیں۔ مگر یہ تصور کہ گویا مسلمان ایک آخری جمعہ کا انتظار کر رہے ہوں اور اس جمعہ میں برکتیں ڈھونڈنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہوں یہ تصور احادیث نبوی ﷺ میں، سنت میں کہیں اشارۃً بھی مذکور نہیں۔ ہاں آخری عشرہ کی برکتوں کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے اور جمعہ کی برکتوں کا سارے سال میں، جہاں بھی جب بھی جمعہ آئے، اس کی برکتوں کا ذکر ملتا ہے۔ پس یہ بات میں آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمان بھائی خواہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، جن کو بدنصیبی سے نماز پڑھنے کی عادت نہیں جو سال میں ایک ہی مقدس دن کی تلاش میں تھے

اور آج اس دن کی خاطر غیر معمولی طور پر مساجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں ان تک یہ میری آواز پہنچے گی اور آج پہنچے گی۔ پھر شاید نہ پہنچے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوبارہ ان کو پھر مسجدوں میں آنے کی توفیق ملتی ہے کہ نہیں لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کو بتاتا ہوں کہ جمعۃ الوداع کا کوئی خاص تقدس نہ قرآن میں مذکور ہے نہ احادیث میں مذکور ہے۔ نہ سنت سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام کے عمل سے بعد میں ثابت ہے۔ پس جس دن کا آپ نے انتظار کیا تھا وہ تو اس پہلو سے خالی نکلا لیکن جمعۃ المبارک کے تقدس کا بہت ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں بھی ملتا ہے، احادیث میں بھی ملتا ہے اور یہ ہر جمعہ ہے جو ہر ہفتے آپ کے سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ نمازوں کے تقدس کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ جمعۃ الوداع تو سال میں ایک دفعہ آتا ہے۔ جمعۃ المبارک ہر ہفتے آتا ہے اور نماز دن میں پانچ مرتبہ آتی ہے اور اس پانچ مرتبہ آنے والی چیز کا اس کثرت سے قرآن میں ذکر ہے کہ کسی اور عبادت کا اس طرح ذکر نہیں۔

تو برکتوں سے بھرا ہوا نیک اعمال کا خزانہ ہے اس سے تو منہ موڑ لیتے ہو اور سارا سال ایک جمعہ کا انتظار کرتے ہو جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس جمعہ کی کوئی اہمیت کہیں مذکور نہیں، تو کم سے کم اس جمعہ سے یہ برکت تو حاصل کر جاؤ یہ جان لو کہ عبادت ہی میں برکت ہے، عبادت ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل ہیں، عبادت ہی سے اس کی رضا وابستہ ہے۔ عبادت ہی سے دنیا کی خیر اور آخرت کی خیر وابستہ ہے اور مومن کے لئے عبادت ہر روز پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں جب آپ مساجد کے پاس سے گزرتے ہیں تو اکثر آپ دیکھتے ہیں کہ مساجد بہت بڑی ہیں اور یوں لگتا ہے جیسے بے وجہ اتنی بڑی مساجد بنادی گئی ہیں۔ لیکن آج وہ دن ہے جب آپ کسی مسجد کے پاس سے گزر کے دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ مسجدوں سے نمازی چھلک چھلک کر باہر آ گئے ہیں گلیاں بھر گئی ہیں، بعض بازار بند کرنے پڑے ہیں۔ لاہور ہو کراچی ہو یا دنیا کے اور بڑے بڑے شہر وہاں مساجد کے باہر جو بازار یا ملحقہ گلیاں ہیں وہاں بعض دفعہ دیکھیں گے کہ سائبان لگائے گئے ہیں اور جگہ جگہ بلاک کر کے سڑکوں کو بند کیا گیا ہے کہ آج یہاں نمازی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ کو توقع ہے کہ ہر روز پانچ وقت جہاں مسجد میسر آئے وہاں جا کر نماز پڑھیں گے۔ اب اس سے آپ اندازہ کریں کہ ایک وہ تصور ہے جو قرآن اور سنت کا ہے عبادتوں کے متعلق

رحمتوں اور برکتوں کے متعلق رضوان اللہ کے متعلق اور ایک وہ ہے جو عام دنیا میں رائج ہے اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہی ایک گر ہے نجات پانے کا۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ عبادت پہلا دروازہ ہے جو اطاعت کے لئے قائم فرمایا گیا ہے۔ اس دروازے سے داخل ہو گے تو پھر ساری اطاعتوں کی توفیق میسر آ سکتی ہے۔ جس نے یہ دروازہ اپنے پر بند کر لیا اس کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔ نماز کی اہمیت کے اوپر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے اتنا زور دیا ہے اور پھر نماز باجماعت کی اہمیت پر کہ ایک موقع پر صبح کی نماز کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اس وقت بھی صبح کی نماز کے وقت کچھ لوگ ہیں جو گھروں میں سوئے پڑے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے مجھے اجازت ہوتی تو میں یہ باقی جو نمازی تھے ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھواتا اور ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ میں داروغہ نہیں بنایا گیا۔ اب حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے بڑھ کر شفیق دل آپ کو دنیا میں ڈھونڈنے سے کہاں ملے گا، تصور میں نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ یہ فرما کر فرمایا بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ: 129) جب بھی خدا کے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یعنی اے لوگو! خدا کے بندو! عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گزرتی ہے یہ خطاب کا پہلا حصہ عام ہے۔ پھر فرمایا جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے۔ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ وہ تو جیسے اللہ اپنے بندوں پر رؤف اور رحیم ہے جیسے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بار بار رحم لے کر آتا ہے اس طرح مومنوں پر تو یہ رسولؐ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس رسولؐ کے منہ سے کلمہ نکلا ہے کہ اگر مجھے یہ اجازت ہوتی تو میں لکڑیوں کے گٹھے اٹھوا کر ان نمازیوں کو ساتھ لے کر چلتا اور جو بے نماز ہیں ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔

دراصل اس میں ایک پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو عبادت نہیں کرتے وہ آگ کا ایندھن ہیں اور بہتر ہے کہ اس دنیا میں جل جائیں بہ نسبت اس کے کہ مرنے کے بعد کی آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ حقیقی پیغام ہے اور عبادت ہی ہے جس کے ساتھ ساری نجات وابستہ ہے۔ پس وہ

لوگ جو آج اس جمعہ کی برکت ڈھونڈنے کے لئے جوق در جوق مساجد کی طرف آئے ہیں ان کو اندر جگہ نہیں ملی تو باہر گلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سب تک ،جن تک بھی یہ آواز پہنچے، **میں یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ ہماری عبادت روزمرہ کی پانچ وقت کی عبادت ہے اور ہر دفعہ جب اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو مومن کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑے اور مسجد کی طرف چل پڑے جہاں سے عبادت کے لئے بلایا جارہا ہے۔حیّ علی الصلوٰۃ. حیّ علی الصلوٰۃ. حیّ علی الفلاح. حیّ علی الفلاح**۔ پانچ مرتبہ یہ آوازیں سنتے ہو کہ دیکھو نماز کی طرف چلے آؤ، نماز کی طرف چلے آؤ۔ کامیابیوں کی طرف چلے آؤ، کامیابیوں کی طرف چلے آؤ اور پھر بھی جواب نہیں دیتے۔

پس وہ لوگ جن کو مساجد تک پہنچنے کی توفیق ہے اور توفیق کا معاملہ بندے اور خدا کے درمیان ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں کو توفیق ہے یا نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایک بیماری دوسرے کو دکھائی دے نہیں سکتی۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں وہیں انسان کا قدم رک جانا چاہئے کہ ٹھیک ہے اگر تم بیمار ہو تو تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ اور ہمارا معاملہ ہمارے خدا کے ساتھ لیکن ہر شخص خود جانتا ہے کہ اسے توفیق ہے کہ نہیں۔ پس جسے بھی توفیق ہے اس کا فرض ہے کہ پانچ وقت مساجد میں جا کر عبادت بجالائے اور اگر پانچ وقت مساجد میں نہیں جا سکتا تو جہاں اس کو توفیق ہے وہیں مسجد بنالے۔ جہاں اس کے لئے ممکن ہو با جماعت نماز پڑھے یا پڑھائے اور اپنے ساتھ اپنے عزیزوں کو یا دوسروں کو اکٹھا کر لے تا کہ اس کی نمازیں با جماعت ہو جائیں۔ جو شخص اس بات کا عادی ہو جائے گا، جس کے دل میں ہر وقت یہ طلب اور بے قراری ہو کہ میری ہر نماز با جماعت ہو جائے اس کے لئے خوشخبری ہے کہ وہ نمازیں جو با جماعت ممکن نہیں ہوں گی ان کے متعلق حضرت محمد رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر وہ اذان دے کر با جماعت نماز کی نیت سے کھڑا ہو جائے گا کوئی اور اس کے ساتھ شامل ہونے والا نہ بھی ہوگا تو اللہ آسمان سے فرشتے اتارے گا وہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور اس کی نماز ،نماز با جماعت ہی رہے گی۔ تو یہ وہ برکت ہے جو ہر روز پانچ دفعہ آپ کے سامنے آتی ہے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ جو جمعہ آرہا ہے اس کی طرف توجہ ہے کہ وہی دن ہمارے گناہ بخشوانے کا دن ہے اور کیا پتا کوئی کس دن مرتا ہے یہ بھی تو سوچو! کیا ضرور جمعہ کے معًا بعد بخشوانے کے بعد ہی تم نے مرنا ہے حالانکہ جمعۃ الوداع کے ساتھ کسی بخشش کا ذکر مجھے تو نہیں ملا۔ لیکن

اگر ہو بھی تو سال میں جو باقی تین سو چونسٹھ دن پڑے ہیں ان دنوں میں عزرائیل بے کار بیٹھتا ہے۔ کیا مقدر اور لازم ہے کہ تم جمعہ کے دن بخشش کروانے کے بعد مرو گے!! پس موت تو ہر وقت آسکتی ہے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں کوئی دن مقرر نہیں۔ تو روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازیں اس لئے آتی ہیں کہ تم بخشی ہوئی حالت میں، دھلی ہوئی، پاک حالت میں یہاں سے روانہ ہو۔

پس اس پہلو سے جماعت کو میں نماز باجماعت کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ دوسرے مسلمان بھائی بھی جو رفتہ رفتہ ہمارے جمعہ میں ٹیلی ویژن کے ذریعے شامل ہو رہے ہیں اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے، ان کو بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خود بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے بھائی بندوں کو دوسروں کو بھی یہ پیغام پہنچا دیں کہ روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازوں کا **قائم کرنا یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے اور اگر مسلمان اس بات پر قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کا ایک ایسا نظام جاری ہو جائے گا جس سے خدا کے فضل سے اسلام کو وہ پرانی کھوئی ظاہری عظمت اور شوکت بھی مل جائے گی** کیونکہ ظاہری عظمت اور شوکت کا اصل تعلق اندرونی روحانی عظمت اور شوکت سے ہے۔ اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال ہو جائے تو ظاہری عظمت نے پیچھے آنا ہی آنا ہے اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال نہ ہو، نہ ہو تو ظاہری شوکت کے پیچھے آپ جتنا چاہیں چکر لگائیں کچھ حاصل بھی کر لیں گے تو بے معنی ہوگی، بے روح کے جسم ہوگا۔ خدا کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ پس اپنے اندرونوں کو سنواریں اور اندرونی عظمت کے پیچھے دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ وہ عظمت عطا فرمائے جس کے متعلق خدا خود فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ تم میں سب سے معزز انسان وہ ہے، سب سے عظیم شخص اللہ کی نظر میں وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ پس تقویٰ کے تقاضے تو عبادت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

جمعہ کے دن جو برکتوں کا ذکر ملتا ہے وہ میں آپ کے سامنے ایک حدیث سے اس کی مثال رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ روایت ہے ابولبابہ بن عبدالمنذر کی۔ سنن ابن ماجہ فی فضل الجمعہ سے لی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ ”جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے پاس اس کی بڑی عظمت ہے اور وہ اللہ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی زیادہ

عظمت والا ہے‘‘۔

اب یہ وہی بات ہے کہ جمعۃ الوداع کے اللہ تعالیٰ وہ عیدین کی بڑی عظمت ہے مگر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ عیدین سے زیادہ ہر جمعہ کی عظمت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں پانچ خوبیاں ہیں۔ اول اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس میں پیدا کیا یعنی آدم کو جمعہ کے دن مبعوث فرمایا گیا اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف بھیجا۔ پہلی بات کا تعلق بعثت سے نہیں، اس آدم کی پیدائش سے ہے جس نے مبعوث ہونا تھا تو فرمایا وہ آدم پیدا بھی جمعہ کے دن ہوا اور اسکی بعثت بھی اسی دن ہوئی اور روحانی منصب پر جمعہ ہی کے دن فائز فرمایا گیا اور اسی دن اللہ نے آدم کو وفات دی۔ جیسا کہ مسیحؑ کے متعلق آتا ہے کہ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (مریم: 34)

وہی حال آدم کا تھا اور قرآن کریم میں جو مسیحؑ کو آدم سے مشابہت دی گئی ہے اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ اس مشابہت کا اطلاق ان سب باتوں پر بھی ہو رہا ہے۔ پہلا آدم جس کو مسیحؑ سے مشابہت دی گئی ہے اس کی پیدائش کا دن بھی مبارک تھا، اس کی موت کا دن بھی مبارک تھا اور وہ بھی برکتوں کے ساتھ دوبارہ اٹھایا جائے گا کیونکہ یہاں بعد میں اٹھانے کا ذکر تو نہیں لیکن جس دن مبعوث کیا گیا اس کا ذکر ہے جو شخص دنیا میں مبعوث کیا جاتا ہے آخر میں بھی وہ اسی طرح برکتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا جائے گا۔ چوتھی بات یہ بیان فرمائی گئی۔ اسی دن وہ ساعت ہے کہ بندہ اللہ سے سوال نہیں کرتا مگر اللہ اسے وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام کے متعلق نہیں مانگتا۔ جمعے کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ فیض عام کی گھڑی ہے اس گھڑی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انکار نہیں ہوتا مگر حرام مطالبے کا، حرام دعا کا۔ پس اگر تمہاری دعائیں نیک ہیں تو جمعہ کے دن خصوصیت سے دعائیں کیا کرو اور یہ پیغام ان کے لئے ہے جو جمعہ پر حاضر ہوتے ہیں، جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ہر وقت کوشش رہتی ہے کہ ان موانع کو جو جمعہ کے رستے میں حائل ہیں یعنی ان روکوں کو جن کی وجہ سے وہ جمعہ نہیں پڑھ سکتے کس طرح دور کریں۔

یہ بات میں نے خصوصیت سے اہل مغرب کے لئے کہی ہے جہاں جمعہ کا دن روزمرہ کے کام کا دن ہے اور پہلے بھی میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ کم سے کم اتنی کوشش تو ضرور کریں کہ تین

جمعہ اکٹھے ناغہ نہ کریں کیوں کہ آنحضرت ﷺ نے تین جمعہ اکٹھا ناغہ کرنے والوں کے لئے بہت انذار فرمایا ہے اور سخت لفظ آئے ہیں۔اس لئے اگر اپنے ایمان کی حفاظت چاہتے ہو تو اول تو ہر جمعہ پڑھنا ضروری ہے لیکن اگر نہیں پڑھ سکتے تو ایک جمعہ تو ہر صورت میں پڑھو خواہ چھٹی لینی پڑے۔لیکن جب میں نے تحریک کی تھی اس کے بعد مجھے اطلاعیں ملی ہیں بہت بڑی تعداد جماعت کی ایسی ہے جنہوں نے اس وقت لبیک کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے رستے آسان فرما دیئے۔بہت سے طلباء تھے اور طالبات بھی تھیں جنہوں نے اپنے اساتذہ کے سامنے جا کر یہ بات پیش کی اور اساتذہ نے ان کی بات مان لی اور جن کی بات نہیں مانی گئی ان کے ماں باپ نے کہا ہم تین میں سے ایک جمعہ بہرحال ضرور اس کو گھر میں لے کر آئیں گے، تم جو چاہو کرو، اور ایسے ہی کرتے رہے۔بعض ایسے بھی مخلصین تھے جنہوں نے اپنے دفتروں سے استعفے دے دئے، ان ملازمتوں سے استعفے دے دئے جن میں ان کو جمعہ کی اجازت نہیں تھی اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر رزق کے سامان مہیا فرما دیئے۔تو یہ ایک بہت ہی اہم برکت ہے جو ہر جمعہ سے وابستہ ہے اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ان میں سے ایک برکت یہ ہے کہ اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ خدا کی طرف سے انکار نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ حرام کام کا خدا سے مطالبہ کیا جائے اور یہ عرض کیا جائے کہ یہ حرام کام کرنے دیا جائے اور اسی دن شفاعت قائم ہوگی۔یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے **شفیع المذنبین** بنایا ہے۔یعنی گنہگار جن کی کمزوریاں رہ گئی ہیں وہ کوشش تو کرتے رہے کہ کسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلیں۔مگر بعض ایسے موانع تھے، بعض ایسی مجبوریاں تھیں جن کی وجہ سے ان کا عمل نامہ ایسے مقام سے نیچے رہ گیا جہاں جا کر نجات ملتی ہے۔یعنی دوسرے لفظوں میں ان کی برائیاں کچھ ان کی خوبیوں پر غالب رہیں۔ایسے لوگ بھی ہیں۔ایسے لوگوں کی شفاعت کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک خاص مرتبہ اور مقام بخشا گیا ہے۔تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اسی دن شفاعت قائم ہوگی۔کوئی مقرب فرشتہ نہیں اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ ہوائیں اور نہ پہاڑ اور نہ سمندر، مگر یہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔یہ ساری خوبیاں جمعہ کے تعلق میں آنحضور ﷺ نے بیان فرمائیں۔

پس شفاعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ جمعہ سے تعلق جوڑو کیونکہ شفاعت کا مطلب ہے

ایک چیز کو جو بیچ میں ٹوٹ گئی ہو دوسری کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ ایک شخص نجات تک پہنچتے پہنچتے رہ گیا ہے اور کچھ فاصلہ بیچ میں ہے تو رحم کرتے ہوئے شفقت فرماتے ہوئے وہاں سے اس رسی کو پکڑا جائے اور شفاعت سے جوڑ دیا جائے یعنی اس مقام سے جوڑ دیا جائے جہاں جا کے اس نے نجات پا لینی تھی یعنی ''دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا'' ہو اور انسان کی طاقت ختم ہو جائے وہاں تک نہ پہنچ سکے تو اوپر سے ایک ہاتھ آئے اور اسے اٹھا کر بام تک پہنچا دے یعنی چھت تک پہنچا دے یہ شفاعت ہے۔ تو جمعہ کے دن جو آئے گا اسی کو شفاعت ملے گی کیونکہ شفاعت جمعہ کے دن ہی بانٹی جائے گی جو جمعہ سے غیر حاضر ہیں ان بے چاروں کو تو پتا ہی نہیں کہ شفاعت ہوتی کیا ہے۔ پس وہ لوگ جو شفاعت کی تمنا رکھتے ہیں ان کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ وہ جمعہ سے خاص تعلق قائم کریں۔

اور پھر حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ وہ دن ہے کہ سب خدا کے مقرب اس دن سے ڈرتے ہیں اور فرشتے بھی اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر بھی۔ یہ کیا وجہ ہے؟ اس دن میں وہ کون سی ہیبت پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس دن سے خوف کھاتے ہیں؟ یہاں دراصل خوف کھانا احترام کے معنوں میں ہے۔ اس دن کا مرتبہ اتنا ہے کہ اس دن کی بے حرمتی سے ڈرتے ہیں یہ مراد ہے ورنہ تو اس کے کوئی معنی نہیں بنیں گے۔ ایک طرف برکتیں بیان کی جاری ہوں اور کشش پیدا کی جاری ہو، لوگوں کو بلایا جا رہا ہو، آؤ اس دن سے برکتیں پاؤ اور دوسری طرف یہ اعلان ہو رہا ہو کہ بہت خطرناک دن ہے۔ خبردار! بڑے بڑے مقرب اور فرشتے بھی اس دن سے ڈر جاتے ہیں۔ پہاڑ بھی ڈرتے ہیں اور سمندر بھی ڈرتے ہیں اور زمین کی سطح بھی ڈرتی ہے۔ تو یہ اعلان سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ اس دن کی حرمت سے ڈرتے ہیں۔ یہ دن جو محترم بنایا گیا ہے اس کی عزت اور اس کے احترام کے قیام میں جو کوتاہی ہو سکتی ہے اس سے ڈرتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں کہ یہ نہ ہو کہ اس دن کے ہم تقاضے پورے نہ کر سکیں۔ پس یہ مراد ہے کہ اگر مقربین کو بھی خوف ہے کہ اس دن کے تقاضے پورے کرنے میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کو توفیق ملتی ہے کہ نہیں تو عامۃ المسلمین، عام انسان کو تو اور بھی زیادہ ڈرنا چاہئے کیونکہ اس سے تو اس دن کے تقاضے پورے کرنا بظاہر ممکن دکھائی نہیں دیتا، اس کی طاقت سے بڑھی ہوئی بات دکھائی دیتی ہے۔ پس یہ بھی اللہ ہی کے فضل کے ساتھ عطا ہوتا ہے۔ اگر آپ دعائیں کرتے رہیں اور اس مضمون کو سمجھ کر جمعہ کی عظمت اور احترام کو قائم کرنے کی

کوشش کریں تو پھر اللہ مدد فرمائے گا۔ ہر توفیق اسی سے ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال ہوا تھا کہ جمعہ کے دن یا جمعۃ الوداع کے دن لوگ تمام گزشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں، پڑھتے ہیں کہ ان کی تلافی ہو جائے۔ اس کا کوئی جواز ہے کہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''یہ ایک فضول امر ہے مگر ایک دفعہ ایک شخص بے وقت نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں اسے منع کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤں

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى''

کہ کیا تو نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى خدا کے بندوں کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتے ہے۔ تو ان نمازوں کی تائید میں کچھ نہیں فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ کرنے دو ٹھیک ہے عمر بھر کی چھٹی ہوئی نمازیں پڑھ لے گا تو ٹھیک ہے فرمایا نہیں ہوگا ٹھیک مگر مجھ میں یہ جرأت نہیں کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس سے روک دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو''۔

اگر شرمندہ ہوا ہے اس کو احساس ہی بہت بعد میں ہوا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے تو ہوش اب آئی ہے جب کہ بہت کچھ میں اپنی عمر کا حصہ ضائع کر بیٹھا اور وہ نمازیں جو میں نے نہیں پڑھیں میں کسی طرح ان سب کو دہرا لوں۔ تو فرمایا اگر یہ ندامت کے جذبے سے بات پھوٹی ہے، اگر شرمندگی کا احساس ہے تو پھر پڑھنے دو، ہوسکتا ہے اللہ اس ندامت کو قبول فرمالے، ہمیں اس سے کیا۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ اس میں دخل دیں۔ فرماتے ہیں:

''پڑھنے دو کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے ہاں اس میں پست ہمتی ضرور ہے۔''

یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ کم ہمتی کا کام ہے جو وقت نمازوں کے مقرر تھے ان کو تو کھو دیا

اور بعد میں ندامت محسوس کی جبکہ بہت دیر ہو چکی تھی وقت گزر چکا تھا۔ پھر فرماتے ہیں:

”پھر دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آ جاؤ۔“

(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ:65)

جس آیت کا ذکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نیک کام خواہ کوئی صحیح کر رہا ہو یا غلط کر رہا ہے، برمحل کر رہا ہو، اس سے روکنے سے احتراز کرنا چاہئے، کر بیٹھے تو اسے سمجھانے کی کوشش ضرور کرو۔

پس یہ تو جمعۃ الوداع کی برکتوں کا مضمون تھا۔ لیکن ان کی کچھ ایسی برکتیں ہیں جن کا تعلق کل عالم ہی سے نہیں بلکہ ہر زمانے سے ہے اور وہ برکتیں وہ ہیں جو اولین کو آخرین سے ملانے والی ہیں۔ وہ برکتیں ہیں جن برکتوں کے دور سے ہم آج گزر رہے ہیں۔ یہ جمعہ کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک خاص برکت کا دن ہے۔ روزمرہ کا جمعہ تو برکتوں والا ہوتا ہی ہے لیکن یہ جمعہ جو آج کا جمعہ ہے یہ ایک ایسا جمعہ ہے جس کی برکت تاریخ سے ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ کی جو سنت اس دور میں جاری ہوئی ہے اس سے ثابت ہے۔ وہ اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جو چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی فرمائی تھی اور وہ پیشگوئی اس بات کی علامت تھی کہ وہ مہدی جس کے حق میں آسمان اس طرح گواہی دے گا اس کی وہ جماعت ہو گی جس کے متعلق قرآن کریم میں یہ ذکر ملتا ہے۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آخر میں آئیں گے ابھی تک صحابہؓ سے نہیں مل سکے مگر پھر صحابہؓ سے مل جائیں گے۔ یہ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ یہ جس سچے وجود کے متعلق خوشخبری تھی اس کے حق میں آسمان نے گواہی دینی تھی اور وہ گواہی ایک لمبے انتظار کے بعد دی گئی۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں وہ مہدی ہوں جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کا مہدی ہے تو اس وقت سب کی نظریں اس آسمانی نشان پر لگ گئیں اور علماء کی طرف سے بکثرت مطالبے شروع ہو گئے کہ اگر تم وہ مہدی ہو تو وہ نشان تو دکھاؤ۔ وہ آسمانی گواہیاں تو لاؤ جن آسمانی گواہیوں نے مہدی کی تصدیق کرنی تھی اور وہ کیا تھیں؟ وہ اس حدیث میں درج ہیں جس کے الفاظ میں آپ کے سامنے پڑھ کر رکھتا ہوں:

”اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، يَنْكَسِفُ

الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.'' (سنن دار قطنی، باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف) کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہمارا مہدی ہوگا وہ۔ تم ہم سے اس کو کاٹ نہیں سکتے۔ جس کے حق میں آسمان گواہی دے گا۔ چاند اور سورج گرہن کئے جائیں گے۔ رمضان میں یہ واقعہ ہوگا۔ کون ہے جو اس کو کاٹ کر ہم سے الگ کر سکے وہ ہمارا مہدی ہے ہمارا ہی مہدی رہے گا۔ اتنے پیار سے یہ پیشگوئی فرمائی اور پیشگوئی کا ملخص یہ تھا کہ چاند کو اپنی گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ کو یعنی 13 کو گرہن لگے گا اور سورج کو اپنی گرہن کی تاریخوں میں درمیانے دن یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگے گا اور یہ واقعہ رمضان مبارک میں ہوگا اور اس سے پہلے امام مہدی کا دعویدار ظاہر ہو چکا ہوگا اور یہ وہ نشانی ہے جو کبھی کسی اور خدا کی طرف سے آنے والے نے اپنے حق میں پیش نہیں کی۔ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بحیثیت نشان یہ کسی اور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ پسِ منظر ہے جس کو مدنظر رکھیں۔

الفضل میں اس سے متعلق ایک بہت پیارا مضمون محمد اعظم اکسیر صاحب کا شائع ہوا تھا۔ اس میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے ایک عرصے کے بعد علماء مطالبے کر رہے تھے، ایک عام شور تھا کہ چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی پوری ہو تو ہم جانیں کہ یہ سچا ہے۔ تو اس وقت 1894ء میں رمضان مبارک میں تیرھویں رات کا چاند گہنایا گیا اور اس سے ایک عام شور برپا ہو گیا، کچھ توقعات جاگ اٹھیں، کچھ لوگ جو اس سے تکلیف محسوس کرتے تھے انہوں نے بد دعاؤں میں تیزی کر لی اور ان کے دلوں میں خوف و ہراس پھیل گیا کہ یہ نہ ہو کہ رمضان کے مہینہ میں ایک مہدیؑ کے حق میں جیسا کہ چاند نے گہنا کر گواہی دی ہے سورج بھی یہ گواہی نہ دے دے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہم کیا جواب دیں گے؟ بہت دور دور سے احمدیوں کو یہ شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام پر جا کر آپؑ کے ساتھ اس بستی میں اس گرہن کو دیکھیں جن کا ان کو یقین تھا کہ اٹھائیس تاریخ پر ہو نہیں سکتا کہ سورج گرہن نہ لگے۔ چنانچہ تین ایسے مسافروں کا ذکر محمد اعظم اکسیر صاحب نے کیا ہے۔ ایک مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب ہوا کرتے تھے کسی ریاست میں وزیر تھے ان کے دو بیٹے اور ان کے ایک دوست جو طالبعلم تھے ان

تینوں کا قافلہ لاہور سے قادیان کے لئے روانہ ہوا اور وہ سورج گرہن جس تاریخ کو لگنے کی توقع تھی یعنی اٹھائیس کو اس سے ایک دن پہلے وہ مارا مار بٹالہ تک پہنچے کہ دوسرے دن صبح ہی سورج نکلنے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں مگر کوئی تانگہ کوئی یکہ تیار نہ ہوا وہ بے چارے پھر پیدل چل پڑے اور سحری کے وقت جا کر وہ قادیان پہنچے اور اس طرح احمدیوں میں ایک عام رجحان پیدا ہو چکا تھا کہ اس دن کو خصوصیت سے قادیان میں گزاریں اور اس نشان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اب دیکھیں اللہ کی کیسی شان ہے کہ خدا نے ان توقعات کو کیسا پورا فرمایا۔ اسی دن صبح زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا نو بجے سورج گہنایا گیا اور سب کی آنکھیں اس طرف تھیں اور نماز کسوف وخسوف بھی شروع ہوگئی تھی اور دلوں میں جو کیفیت ہوگی ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

حیرت انگیز بات ہے تیرہ سو سال پہلے ایک پیشگوئی تھی کہ ہمارے مہدی کے لئے آسمان اس طرح گواہی دے گا ایک گواہی آ چکی تھی دوسری پر نظریں تھیں اور اس دن قادیان میں انہوں نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ، اصدق الصادقین کی پیشگوئی کے عین مطابق بعینہٖ اسی طرح ہوا جیسا فرمایا گیا تھا۔ شروع میں وہ سورج ذرا ہلکا گہنایا گیا تھا اور اس پر کچھ صحابہؓ نے باتیں شروع کر دیں کہ لو جی یہ تو ہلکا سا ہے یہ نہ ہو کہ مولوی کہیں کہ گہنایا ہی نہیں گیا تمہیں وہم ہے۔ لیکن ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پورا سورج گہنا گیا اور نو سے گیارہ بجے تک یہ عجیب نظارہ وہاں ان لوگوں نے دیکھا۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے پر آج ایک سو سال گزر چکے ہیں اور یہ وہ رمضان ہے کہ سو سال بعد اس طرح پھر آیا ہے ان پیشگوئیوں کے نشان ہمارے تک لایا ہے اور عجیب بات ہے کہ جمعہ نے اس میں ایک خاص کردار ادا کیا ہے اور وہ یہ کہ چاند گہنایا گیا ہے اس مہینے میں، وہ جمعرات کا دن غروب ہونے کے بعد جمعہ کی رات شروع ہونے پر گہنایا ہے اور جو سورج گہنایا گیا تھا (یعنی میں بتا رہا ہوں کہ گہنایا گیا) کی تاریخ اس طرح بنتی ہے کہ تیرہ تاریخ جو اس زمانے کی تھی وہ جب اس رمضان میں آئی تو جمعرات کا دن ختم ہو چکا تھا جمعہ کی رات شروع ہوگئی تھی اور ہم نے جو جشن منایا وہ دراصل جمعہ کی رات کو جشن منایا ہے اور آج جب کہ سورج گہنانے کا دن آیا ہے اٹھائیس تاریخ آئی ہے تو آج جمعہ کا دن ہے۔

تو وہ جمعہ جو غیر معمولی طور پر جماعت احمدیہ کے لئے برکتوں کے لئے مقرر ہو چکا ہے جو

بھر بھر کے برکتیں لاتا ہے اور ہم پر انڈیلتا ہے یہ وہ جمعہ جس کے ساتھ ہماری بہت سی برکات وابستہ ہیں۔ پس جماعت احمدیہ اگر جمعہ کا احترام نہ کرے اور شکر کا حق ادا نہ کرے تو بڑی بدبختی ہوگی۔ یہ وہ سورۂ جمعہ ہی ہے جس نے آخرین کو اولین سے ملانے کی خوشخبری دی تھی اسی کی آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یہ فرمایا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یہ تو اللہ کا فضل ہے کون روک سکتا ہے اس کو؟ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور بڑے فضلوں والا ہے۔ یہ سورۃ جمعہ ہی تھی جس نے یہ خوشخبری آنے والوں کو دی کہ ایسے بھی خوش نصیب آنے والے ہیں جو آخر پر ہونے کے باوجود اولین سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے حق میں ہی آسمان نے یہ دو گواہیاں پیش کیں اور ہم اس دور سے گزر رہے ہیں کہ وہ ساری برکتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بارش کی طرح برسی ہیں ہم اسی زمانے سے گزرتے ہوئے ان کی یادوں سے مست ہیں۔ عجیب کیفیت ہے یہ۔

میں آج سوچ رہا تھا کہ وہ جو کفار کہا کرتے تھے کہ ''سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ'' یہ تو مسلسل جاری رہنے والا ایک سحر ہے جو پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ ہم بھی تو اس سحر ہی کی حالت میں سے گزر رہے ہیں۔ کیوں کہا کرتے تھے اس لئے کہ وہ دیکھا کرتے تھے کہ اتنے فضل نازل ہو رہے ہیں، ایسی برکتیں اتر رہی ہیں کہ صحابہ تو گویا جادو زدہ ہیں، نشے کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب تو لگتا ہے کہ وہی جادو کے دن دہرائے جا رہے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو برکتیں نازل ہوئی تھیں وہ بھی تو ایک سحر کا سا منظر پیش کرتی تھیں اور اب ان سے گزرتے ہوئے ہمیں ایسا لطف آ رہا ہے کہ گویا ایک جادو کی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کا حال کیا ہوگا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا، آپؑ پر عاشق ہوئے اور اس کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ، سب دنیا تج کے، ہر چیز فنا کر کے مسیح موعود ہی کے ہو رہے اور اس پیغام کو ساری دنیا میں پہنچایا ہے۔

پس اب جبکہ میں دعوت الی اللہ کی طرف آپ کو دوبارہ بلا رہا ہوں میں یاد کراتا ہوں کہ ایسے ہی دنوں میں دعوت الی اللہ کا پیغام شروع ہوا تھا ایسے ہی دنوں میں وہ آغاز ہوا تھا۔ اسی مستی کے عالم میں انہوں نے تمام دنیا کو پیغام پہنچائے تھے اور حیرت انگیز طور پر جبکہ ابھی مبلغوں کا، مربیوں کا نظام جاری نہیں تھا، وہ صحابہؓ ہی تھے جو کچھ ان پڑھ بھی تھے، کچھ پڑھے لکھے بھی تھے، کچھ بڑے بڑے

علماء بھی تھے، مگر عالم تھے یا ظاہری لحاظ سے جاہل تھے، اندرونی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو علوم سے آراستہ فرمایا گیا تھا۔ روحانی علوم سے ان کے سینے بھرے گئے تھے اور چھوٹا تھا یا بڑا، ظاہری طور پر عالم تھا یا جاہل وہ تمام کے تمام تبلیغ میں سرگرداں رہتے تھے اور اسی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ جماعتیں مخالفت کے علی الرغم قائم ہوئیں۔ شدید مخالفتیں تھیں، اتنی کہ آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی تمام تر مخالفتیں ایک طرف اور وہ مخالفت کا دور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے صحابہؓ نے آغاز میں دیکھا ہے اس کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ دن رات سارا ہندوستان بلکہ عرب تک کے علماء گالیاں دینے اور جانیں حلال کرنے کے فتوے دینے میں مشغول تھے کہ ان کی جانیں حلال ہوگئیں، ان کے مال حلال ہوگئے، ان کی بیویاں مطلقہ ہوگئیں۔ کچھ بھی ان کا نہیں رہا۔ جو چاہے جس طرح چاہے ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالے خدا کے نزدیک مقبول ٹھہرے گا۔ یہ وہ دور تھا جس دور میں صحابہؓ کی یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقب میں روانہ ہوئی ہے اور ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا ہے۔ ایک لمحہ ایسا نہیں آیا کہ اس جماعت کے قدم رک گئے ہوں۔ پس خدا جب ان برکتوں کی یادیں دہرا رہا ہے اور وہ کیفیتیں ہمارے دلوں میں پیدا فرما رہا ہے جو کیفیتیں اس زمانے میں صحابہؓ کے دلوں میں تھیں اور سو سال کی برکت سے ہم اس دور سے دوبارہ گزر رہے ہیں تو یہ وہ جذبہ ہے جس کے ساتھ میں آپ کو دعوت الی اللہ کی طرف بلاتا ہوں کوئی پرواہ نہ کریں دشمن اس راہ میں کیسے روڑے اٹکاتا ہے اور کیسی کیسی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ دشمن کی تکلیف آپ کی خوشیوں کو آپ کے دلوں سے کیسے نوچ سکتی ہے، یہ ناممکن ہے۔

پاکستانی حکومت نے پہلے تو بغیر کسی قانون کے ان مظلوموں پر ہاتھ ڈال دیئے جو خوش ہو رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے سو سال بعد ہمیں پھر وہ دن دکھائے جبکہ چاند سورج گرہن کی عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔ ان کو قیدوں میں ڈالا گیا، گھسیٹا گیا، مارا کوٹا گیا، گالیاں دی گئیں، ان کے خلاف تحریکات چلیں پتوکی میں کیا ہوا؟ لاہور میں کیا ہوا؟ ربوہ میں کیا ہوا؟ جگہ جگہ ایسے واقعات ہیں اور کوشش کیا ہے؟ کہ اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا ہے اس سے جو خوش ہو رہے ہیں یہ خوشیاں ان سے نوچ لیں۔ خوشیاں تو وہ دلوں سے نہیں نوچ سکتے، نہ ہمیں یہ توفیق ہے کہ ان کے دل میں حسد نے جو غیظ برپا کر رکھا ہے، آگ کھول رہی ہے، اس آگ کو ٹھنڈا کرسکیں۔ نہ ان کو توفیق نہ ہمیں توفیق۔ ہم دونوں

بندے ہیں بے اختیار ہیں۔ یہ ہمارا اللہ ہی ہے جو غیظ و غضب کی آگ کو ٹھنڈا کر سکتا ہے اور یہ اللہ ہی ہے جو ہماری خوشیوں کو اور بڑھاتا چلا جائے گا۔ پس اہل ربوہ اور اہل پاکستان کی ان خوشیوں کی راہ میں جو خدا نے ان کو عطا کی ہیں روڑے اٹکانے والوں کا بدلہ میں نے اس طرح لیا کہ آج کے دن بین الاقوامی احمدیہ ٹیلی ویژن کو ہدایت کی کہ وہ چاند اور سورج کے گرہن کی خوشخبریاں اہل ربوہ کے نام سے منسوب کر کے ان کا ذکر، ان کی خوشیوں کے پروگرام بنائیں وہ ساری دنیا کو دکھائیں۔ اس وقت تو میں نے اہل ربوہ کا نام لیا تھا غالباً یہی نام لیا جا رہا ہوگا۔ لیکن اب مجھے خیال آیا کہ صرف ربوہ نہیں اور بھی تو پاکستان کے احمدی ہیں جن کے متعلق اب قانون بنا کر نوٹس دیئے جا چکے ہیں کہ خبردار جو تم خدا کے فضلوں پر خوش ہوئے۔ پھر خدا کے فضلوں کو روک دو اگر روکا جا سکتا ہے تو۔ خوشی کس طرح چھین سکتے ہو۔ فضل نازل ہوں گے تو خوش تو ہم ہوں گے۔ لیکن خدا کے فضلوں کو روکو گے کیسے؟ یہ تو سمجھاؤ!! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ تمہیں نصیب نہیں ہوا تو جس کو دیتا ہے اس کو دے گا اور دیتا چلا جائے گا اور روکو گے کیسے؟ وہ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ہے، بڑے فضل ہیں اس کے پاس۔ ایک روکو گے تو دس اور عطا فرما دے گا دس روکو تو ہزار اور عطا کر دے گا۔ پس جماعت احمدیہ کے اوپر خدا کے جو فضل برس رہے ہیں۔ ان کو تو روکنے کی تمہیں طاقت نہیں۔ لگا لو زور۔ خوشیاں بھی نوچ نہیں سکتے، وہ تو دلوں میں پیدا ہوتی ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت تمہارے دلوں سے وہ غیظ و غضب اور حسرت نوچ نہیں سکتی۔ وہ تو بڑھنی ہی بڑھنی ہے۔ قرآن کریم کی پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ جو آخرین میں پیدا ہوں گے یہ اللہ کے فضل کے ساتھ بڑھیں گے۔ ان کے حق میں پیش گوئیاں پوری ہوں گی۔ ایک کھیتی کی طرح نشو و نما پا کر بلند تر ہوں گے اور مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ تو بعض ظالم ایسے ہیں کہ ان کے مقدر میں غیظ و غضب کے سوا کچھ نہیں۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ وہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہیں ان کے لئے غیظ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

پس اس غیظ کا کیا علاج ہے میرے پاس جب کہ خدا فرماتا ہے کہ ہر احمدیت کی ترقی پر یعنی احمدیت کا لفظ نہیں ہے۔ میں وضاحت کر دوں محمد رسول اللہ ﷺ کی دوسری شان کے اظہار کا تذکرہ ہو رہا ہے شانِ احمدی، وہ شان جو مسیحیت سے ملتی جلتی ہے وہ شان جس کا انجیل میں ذکر ہے اس لئے بطور استنباط میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی وہ شان جس کا تورات سے تعلق تھا وہ

اور طرح بیان ہوئی ہے اس میں بڑا جلال ہے اس میں بڑی شان ہے اور ایسا ایک رعب اس میں پایا جاتا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30)

وہ کفار پر بڑے سخت ہیں ان کو طاقت نصیب ہے۔ ان کو وہ تلوار نصیب ہوئی ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں کو سزائیں دیتے ہیں ایک یہ شان ہے اور پھر فرمایا وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ لیکن انہی لوگوں کی ایک مثال انجیل میں بھی تو دی گئی ہے وہ مختلف ہے۔ اس شان میں ان کی نرمی ان کے حلم کا ذکر ہے ان کے رفتہ رفتہ نشوونما پانے کا ذکر ہے۔ ان کے ایسے کمزور آغاز کا ذکر ہے کہ دشمن چاہے تو سمجھے گا کہ میں اپنے پاؤں تلے روند دوں گا اور یہ جو پودا کونپلیں نکال رہا ہے اس کو اپنے قدموں تلے مسل کے رکھ سکتا ہوں یہ وہ شان ہے۔ اب دیکھیں پہلی شان اور اس شان میں بیان کے لحاظ سے اور طرز کے لحاظ سے زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ایک ہی دور کے دو ذکر نہیں ہیں۔ پس ہم حق بجانب ہیں یہ کہنے پر کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی جس شان کی مسیح نے خبر دی تھی اس شان نے اسی زمانے میں ظاہر ہونا تھا جس زمانے میں امتِ محمدیہ میں مسیحؑ نے ظاہر ہونا تھا۔ پس کیسی مناسبت ہے، کوئی بات قرآن کی طرف منسوب نہیں کی جا رہی جو قرآن نہیں کہتا۔ پس دو مثالیں اتنی کھلی کھلی واضح الگ الگ حالات پر اطلاق پانے والی ہیں کہ بیک وقت ان کا اطلاق ہو نہیں سکتا۔ مگر ساتھ ہی مسیحیت کی پیشگوئی کی وجہ سے جو مسیح نے محمد رسول اللہؐ کے متعلق فرمائی اور حضرت محمد رسول اللہؐ نے اس مسیح کے متعلق اپنی امت میں آنے کی خبر دے دی۔ ان مضامین کو جب آپ اکٹھا دیکھتے ہیں تو وہ باتیں نکلتی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ہم ہی ہیں وہ آخرین کے دور میں پیدا ہونے والے، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ برکتیں پائیں۔ ہم ہی ہیں جو ان صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کو آخر میں ہونے کے باوجود اولین سے ملایا گیا تھا اور ہم وہ خوش نصیب ہیں جو سو سال کے بعد پیدا کئے گئے ہیں۔ اس زمانے میں پیدا کئے گئے ہیں جب حضرت مسیح موعودؑ کی سوسالہ تاریخ اول سے آخر تک دوہرائی جا رہی ہے وہ ساری برکتیں اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہا ہے۔

میں نے اپنی خلافت کے بعد پہلے خطاب میں جماعت کو متوجہ کیا تھا کہ یاد رکھو یہ غیر معمولی دن ہیں جن میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ 1882ء میں پہلا ماموریت کا الہام ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور 1982ء ہی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے منصبِ خلافت پر فائز فرمایا۔

یہ میری شان نہیں ہے کیونکہ میں تو اپنے آپ کو ہرگز اس لائق نہیں سمجھتا میں اس خلافت کے دور کی بات کر رہا ہوں۔اس خلافت کے آغاز سے جس پہ خدا نے مجھے قائم فرمایا۔ **اس خلافت کے بعد سے وہ ساری تاریخ 1982ء سے لے کر آخر تک دہرائی جارہی ہے اور دہرائی جائے گی۔وہ ساری برکتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا کرنی شروع کی تھیں یہ اسی دور سے تعلق رکھتی ہیں۔سب اس میں شریک ہیں۔میں نہیں، آپ سب۔وہ ساری جماعت جس کو خدا نے آغاز سے لے کر آخر تک کے لئے ان برکتوں کو دیکھنے کے لئے چن لیا ہے۔** اللہ بہتر جانتا ہے ہم میں سے کتنے ہیں جو کتنی برکتیں دیکھیں گے۔مگر دعا ہمیں یہی کرنی چاہئے کہ ہم میں سے بھاری تعداد ایسی ہو جو 1982ء سے لے کر آخر تک کم از کم 2008ء سال تک زندہ رہ کر اللہ کے فضلوں کے گواہ بنتے رہیں اور یہ وہ مبارک عظیم دور ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں اس کے شکر کا حق کیسے ادا ہوسکتا ہے۔ناممکن ہے۔یہ وہ جادو ہے جو میں کہہ رہا ہوں جس کے نشے میں ہم چل رہے ہیں اور یہی وہ جادو ہے جو حقیقت بن کر دنیا کی تقدیر بدلے گا۔آپ پر اس جادو کا نشہ طاری ہے تو یاد رکھیں کہ پھر اس سے دنیا میں بھی تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ اس روح کے ساتھ آپ ترقی کی اس راہ پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔دشمن تکلیفیں پہنچاتا ہے پہنچاتا رہے **فضلوں کی راہ نہیں روک سکتا، نہیں روک سکے گا۔جو چاہے کر لے لیکن آپ وفا کے ساتھ اس راہ پر قدم رکھتے رہیں۔اس سے قدم ہٹائیں نہیں۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر آنے والا دن ہمارے لئے اور برکتیں لے کے آئے گا۔ہر آنے والا ہفتہ ہمارے لئے اور برکتیں لے کے آئے گا۔ہر آنے والا مہینہ ہمارے لئے اور برکتیں آسمان سے انڈیلے گا۔ہر آنے والا سال برکتوں کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کرے گا۔ہر جانے والا سال برکتیں چھوڑ کر ہمارے لئے جائے گا۔یہ عظیم دور ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔پس خدا کے شکر کے گیت گاتے ہوئے اس کی حمد وثناء کرتے ہوئے محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ، کوئی نہیں جو تمہاری راہ روک سکے۔آمین**

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

وہ جو باہر کے ملکوں میں اس وقت جمعہ کا خطبہ سن رہے ہیں ان کی اطلاع کے لئے میں بتاتا ہوں کہ وہ جو جشن کے عالمی پروگرام ہیں ان کی کچھ جھلکیاں انشاء اللہ جمعہ کے بعد بھی دکھائی جائیں گی اس لئے ٹیلی ویژن فوراً بند کر کے رخصت نہ ہو جائیں۔